نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تقیہ باز دشمن

اس رسالہ میں ایسے لوگوں کی نشاندہی کی گئی ہے
جو مسلمانوں کی صفوں میں گھس آئے اور
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام کو سخت اذیتیں پہنچائیں
کہ کوئی کھلا ہوا کافر بھی وہ اذیتیں نہ پہنچا سکا

ابو الحسن غفرلہ

بسم الله الرحمن الرحيم

”انتساب“

اپنے پیارے بیٹے حسان احمد کے نام

اللہ کریم اس کو اپنے مقبولین ومحبوبین میں سے بنالیں اور لمحہ لمحہ اپنی خصوصی حفظ وامان نصیب فرمادیں، اپنے دین کی محنت، خدمت اور نوکری کیلئے قبول فرمادیں، دونوں جہانوں میں اپنی جوار رحمت کے اندر جگہ عطاء فرمائیں، اللہ تعالیٰ اس کو عابد، زاہد، مجاہد اور صالح بنائے، حافظ بنائے، آنکھوں کی ٹھنڈک، سلامتی والا بنائے۔

رب تقبل منی انک انت السمیع علیم

و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمد و الہٖ و اصحابه اجمعین

صفحہ	عنوانات
6	اللہ کے فرعون سے بڑے دشمن
9	ان دشمنانِ دین کی اسلام کے خلاف چالیں
11	تقیہ باز خاتم الانبیاء کے مقابلے میں
12	(۱)۔ نبی کریم ﷺ پر تبرا
13	(۲)۔ ہادی عالم ﷺ کی عزت وناموس پر حملہ
14	(۳)۔ آل رسول پر حملہ
15	(۴)۔ آپ ﷺ کے جانثار ساتھیوں پر حملہ
16	صحابہ کرام سے استھزاء کرنیوالے
17	یہ آستین کے سانپ
17	خلافت راشدہ کا دور اور مار آستین
21	فاروق اعظمؓ کی قیادت میں اسلام کا بڑھتا ہوا سیلاب

نحمدہ و نصلی وسلم علی رسولہ الکریم

اما بعد

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"یا ایھا النبی جاھدالکفار والمنافقین واغلظ علیھم وما واھم جھنم وئیس المصیر"

اے نبی جہاد کیجئے کافروں سے اور منافقوں سے اور اُن پر سختی کیجئے اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بری جگہ ہے۔

اہل علم اسکی تفسیر میں فرماتے ہیں، "**واغلظ علیھم** (ان پر سختی کرو) دو فریق پر" (المدارک مترجم رج ۳ رص ۹۰۳)۔

علامہ ابن کثیر سورۃ توبہ کی درج بالا آیت نمبر ۷۳ میں اس حدیث پاک کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چار تلواروں کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ ایک تلوار تو مشرکین کیلئے، دوسری اہل کتاب، تیسری تلوار منافقین کیلئے اور چوتھی باغیوں کیلئے، اس حدیث کا حوالہ دینے کے بعد فرماتے ہیں "اس سے ثابت ہوتا ہے کہ منافق جب اپنا نفاق ظاہر کرنے لگیں تو ان سے تلوار سے جہاد کرنا چاہیے، ابن جریر کا پسندیدہ قول بھی یہی ہے"۔ (تفسیر ابن کثیر مترجم ر ج ۲ رص ۳٦۸ رتحت التوبہ ر۷۳)

فخر المفسرین الشیخ ابو محمد عبدالحق الدھلویؒ فرماتے ہیں

ان آیات میں ان گمراہان ازلی کے شجر حیات کو قطع و برید کر دینے کا حکم دیتا ہے کہ جن میں کسی قسم کا

مادہ اصلاح باقی نہیں رہا ''فقال جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم'' کہ ان لوگوں سے جہاد کر اور ان پر نرمی نہ کر۔۔۔(تفسیر حقانی ؍ج ۴؍ص ۲۵۶؍تحت التوبہ ۷۳؍)

علامہ شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں

اللہ تعالیٰ اوروں کو فرماتا ہے تحمل کرو اور آپ کو فرماتا ہے سختی کرو۔ (تفسیر عثمانی تحت التحریم ؍۹؍ ج ۳؍ص ۷۲۷)۔

چنانچہ سورۃ طٰہٰ میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ کو فرعون کے پاس بھیجا کہ اس کو جا کر نصیحت کریں اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والے کام کرنے سے روکیں تو ان کو ہدایت کی کہ

''**فقولا له قولاً لینا لعله یتذکر او یخشیٰ** (طٰہٰ؍)''

آپ دونوں فرعون سے نرمی کے ساتھ بات کرنا شائد کہ وہ نصیحت حاصل کرے یا وہ ڈر جائے۔

فرعون جیسے بدترین کافر کیلئے تو حکم ہے کہ اس کے ساتھ نرمی سے بات کرو مگر جب رحمت عالم ﷺ کے مقابلہ میں آنے والے کافروں اور دھوکہ دے کر خود کو مسلمان کہہ کر مسلمانوں کی صفوں میں گھسنے والے کفار کے جاسوسوں کی بات آئی تو عرش والے نے ''**واغلظ علیھم**'' کا حکم جاری فرمادیا کہ ان کیلئے کوئی نرمی نہیں بلکہ ان پر سختی کرو ''**علام الغیوب**'' کے اس بیان سے ہی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ ﷺ سے ٹکرانے والے کافروں اور آپ کی جماعت میں گھس آنے والے دھوکہ باز سازشی منافقوں کا کفر فرعون جیسے بدترین کافر سے کس قدر اشد، برا اور سخت ہے پس فرعون کیلئے تو اس کی زندگی میں نرمی کی گنجائش ہے مگر ان دھوکہ بازوں اور اسلام کے لبادہ میں ملتِ اسلامیہ کے خلاف سازشیں کرنے والوں کیلئے نرمی کی کوئی گنجائش نہیں، کہ بنی اسرائیل کے بے شمار بے گناہ بچے قتل کرنے، اُن کو غلام بنانے اور طرح طرح کے بدترین مظالم کرنے، خود کو

بڑا رب کہنے اور موسیٰ کلیم کے دین سے انکار کرنے کے باوجود اس کے کفر، ظلم اور دشمنی کی کوئی نہ کوئی حد ہے مگر سورۃ توبہ کی آیت نمبر ۳۷ میں مخاطب کئے جانیوالے ان کافروں اور ظالموں کے دجل، فریب، مکاری، جاسوسی اور دین اسلام سے عداوت و دشمنی کی تو کوئی حد ہی نہیں یہ تو اسلام پر ایک ظالمانہ کارروائی مکمل کرنے کے ساتھ ہی دوسرے بدترین ظلم کی کارروائی شروع کر دیتے ہیں اسلام کی تاریخ کا ہر ورق اور گزری تاریخ کا ہر باب ان کے مظالم سے لبریز ہے۔

''اللہ کے فرعون سے بڑے دشمن''

فرعون کے ظلم سے تو ہر شخص واقف ہے مگر کچھ لوگ اللہ سے دشمنی، دین کی تخریب اور ملتِ اسلامیہ پر مظالم میں فرعون کے باواجی ثابت ہوئے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو کمال مکاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے مسلمانوں کی صفوں میں گھسے بظاہر انہوں نے اسلام قبول کیا اور ظاہری طور پر اسی طرح کے کام کرنے لگے جو مسلمان کیا کرتے تھے مگر ان کے اندر کا جہان وہ ہے جسے قرآن پاک بیان کرتا ہے کہ

وَلَمْ تُؤْمِن قُلُوبُهُمْ — ان کے دل مؤمن نہیں (المائدہ/۴۱)

وَتَأْبَى قُلُوبُهُمْ — اور ان کے دل انکار کرتے ہیں (التوبہ/۸)

وَمَا أُولَئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ — وہ لوگ مؤمن نہیں (النور/۴۷)

وَلاَ يُؤْمِنُونَ بِاللّهِ وَلاَ بِالْيَوْمِ الآخِرِ — نہ وہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں نہ آخرت کے دن پر (النساء/۳۷)

یہ جس کمال دھوکہ بازی سے اپنے کفر پر تقیہ کا پردہ ڈال چکے تھے اسی کمال اداکاری کے ساتھ

اسلام اور ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی انتہاء درجہ کی دشمنی وعداوت کو بھی چھپائے ہوئے تھے، دلوں میں چھپے ہوئے رازوں کو جاننے والے علیم بذات الصدور نے جس طرح ان دھوکے بازوں کے دل میں چھپائے ہوئے بدترین کفر کا پتہ بتایا اسی طرح اس علام الغیوب نے ان کی اپنے دلوں میں چھپائی ہوئی حد درجہ کی عداوت و دشمنی کو بھی بے نقاب کیا چنانچہ اللہ جل شانہ سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۱۸ میں اہل ایمان کو ہدایات ارشاد فرماتے ہوئے اعلان کرتے ہیں کہ

''قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاء مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الآيَاتِ إِن كُنتُمْ تَعْقِلُونَ (آل عمران/۱۱۸)''

بغض ظاہر ہو چکا ہے ان کے مونہوں سے اور جو کچھ ان کے سینے چھپاتے ہیں وہ اس سے بڑھ کر ہے تحقیق ہم نے تمہارے لئے آیات کو بیان کر دیا ہے اگر تم عقل رکھتے ہو۔

اس آیت کے متصل بعد

هَاأَنتُمْ أُوْلاء تُحِبُّونَهُمْ وَلاَ يُحِبُّونَكُمْ وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتَابِ كُلِّهِ وَإِذَا لَقُوكُمْ قَالُواْ آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْاْ عَضُّواْ عَلَيْكُمُ الأَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ قُلْ مُوتُواْ بِغَيْظِكُمْ إِنَّ اللّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۔إِن تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِن تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُواْ بِهَا وَإِن تَصْبِرُواْ وَتَتَّقُواْ لاَ يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئاً إِنَّ اللّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ (آل عمران/ ۱۱۹۔۱۲۰)

''تم تو وہ لوگ ہو جو ان سے محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت نہیں کرتے، اور جب تم سے ملتے ہیں (تو تم سے کہتے ہیں کہ) ہم مسلمان ہیں اور وہ جب تنہائی میں جا کر آپس میں (جمع ہوتے) ہیں تو مارے غصہ کی جلن کے اپنی انگلیوں کو کاٹنے لگتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ مر جاؤ اپنے غصہ کی آگ

میں (جل کر) بے شک اللہ تعالیٰ سینوں کی باتوں کو جاننے والا ہے، اگر تم کو کوئی اچھی بات (فتح) حاصل ہو جائے تو (وہ) ان کو بُری لگتی ہے اور اگر تم کو کوئی بُری حالت پہنچ جائے تو اس سے خوش ہوتے ہیں اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو انکی مکاری تمہیں کچھ بھی ضرر نہ پہنچائے گی بے شک اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کا احاطہ کئے ہوئے ہے''۔

علامہ نسفی آیات کے تحت ''منافقین کے بغض کی شدت'' کا عنوان قائم فرما کر لکھتے ہیں۔۔۔۔ (کہ بغض تو ان کے مونہوں سے ظاہر ہو چکا ہے) کیونکہ وہ اس کو روکنے کا اب اختیار نہیں رکھتے، باوجود اپنے نفسوں پر کنٹرول کرنے کے، کہ ان کے منہ سے ایسی باتیں نکل جاتی ہیں، جس سے ان کا بغض مسلمانوں کے خلاف ظاہر ہو جاتا ہے ''وما تخفی صدورھم'' (اور جو ان کے سینے میں چھپانے والے ہیں) یعنی مسلمانوں کے خلاف بغض ''اکبر'' (وہ بہت بڑا ہے) اس سے جو ان سے ظاہر ہوا ''قد بینا لکم الایات''، تحقیق ہم نے تمہارے لئے آیات کو کھول کر بیان کیا، جو دین میں اخلاص کو لازم کرنے والی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اولیاء سے موالات اور اس کے دشمنوں سے دشمنی کو ظاہر کرنے والی ہیں ''ان کنتم تعقلون'' اگر تم عقل رکھتے ہو۔۔۔۔تم منافقین اہل کتاب کی موالات میں غلطی رکھتے ہو۔۔۔۔یعنی وہ تم سے محبت نہیں رکھتے اور حال یہ ہے کہ تم انکی ساری کتاب پر ایمان رکھتے ہو وہ اس کے باوجود تم سے بغض رکھتے ہیں، پھر تمہیں کیا ہوا کہ تم ان سے محبت کرتے ہو حالانکہ وہ تمہاری کتاب میں سے کسی چیز پر ایمان نہیں رکھتے اس پر سخت تو بیخ ہے کہ جتنے تم حق پر مضبوط ہو اس سے زیادہ وہ باطل پر سخت ہیں۔۔۔۔آگے ''علیم بذات الصدور'' کے تحت فرماتے ہیں، وہ جانتے ہیں جو منافقین اپنے دلوں میں بغض عداوت چھپائے ہوئے ہیں اور جو افعال وہ ایک دوسرے کو ملتے وقت کرتے ہیں وہ ان کے من جملہ اقوال میں

داخل ہے یعنی اللہ نے فرمایا کہ ان کو اس غصے کی اطلاع دو جس کی بنا پر وہ علیحدگی میں افسوس سے اپنی انگلیاں کاٹتے ہیں۔۔۔۔

آگے ''دشمن کی مکاریوں پر صبر وتقویٰ کا دامن تھام لو' عنوان قائم فرما کر لکھتے ہیں ''وان تصبروا'' (اور اگر تم صبر کرو) اگر تم انکی عداوت پر صبر کرو ''وتتقوا'' (اور تقویٰ کے ساتھ رہو) اور انکی موالات سے بچتے رہو۔

دوسری تفسیر۔ یا تم حکم الٰہی کی تعلیم میں حاصل ہونے والی مشقتوں پر صبر کرو اور اللہ تعالیٰ کے ممنوع کردہ اعمال سے پرہیز کرو۔۔۔۔ (تو۔ راقم) انکی مکاری تمہارا کچھ نقصان نہ کر سکے گی اس حال میں کہ تم اللہ کی پناہ میں ہو۔

مسئلہ! یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمان کو تعلیم وارشاد ہے کہ دشمن کی مکاریوں پر صبر وتقویٰ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرے۔ (تفسیر مدارک مترجم/ج ا/ص ۴۴۷ تا ۴۹۰/تحت آل عمران/۱۱۸تا۱۲۰)۔

''ان دشمنانِ دین کی اسلام کے خلاف چالیں''

اسلام کا لبادہ اوڑھ کر جو یہ تقیہ باز مسلمانوں کی صفوں میں گھس آئے ان کے دلوں میں اسلام اور اہل اسلام کے خلاف دشمنی وعداوت کی آگ بھڑک رہی تھی جس کے انگارے کبھی کبھی تو پھسل کر زبانوں تک آ جاتے تھے مگر انکی سو فیصد کوشش اس عداوت ودشمنی کو چھپانے کی تھی تاہم یہ آگ ہی ایسی تھی جو برداشت نہ ہو سکتی تھی اور اپنے خفیہ اجلاسوں میں سخت دشمنی کی وجہ سے اپنی انگلیاں کاٹ کھاتے۔ یہ بے چاری بے چین روحیں ہر وقت سازشوں کے جال بننے اور بنانے میں

مصروف رہتی اپنے شیطانوں سے مل کر اسلام کی طاقت کمزور کرنے اور ملت اسلامیہ کو فنا کرنے کی تدبیریں کرتے رہتے تھے اگر چہ یہ خود کو مسلمان کہتے اور مسلمانوں میں گھسے رہتے تھے مگر ان کے انڈر گراؤنڈ تعلقات اور خفیہ مراسم اپنے کفار بھائیوں کے ساتھ ہی تھے جسکی زندہ مثال یہ ہے کہ ہر مشکل گھڑی میں ان کی پوری طاقت اپنے کافر بھائیوں کے پلڑے میں ہی اکاؤنٹ ہوتی رہی ہے۔

آٹھویں صدی کے نقاد عالم دین شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں

روافض کی ہمیشہ سے عادت ہے کہ وہ مسلمانوں کی جماعت کو چھوڑ کر یہود ونصاری اور مشرکین کا ساتھ دیتے ہیں اور ان ہی کی دوستی کا دم بھرتے ہیں ان لوگوں سے بڑھ کر گمراہ کون ہوگا جو مہاجرین وانصار میں سے سابقین الاولین سے عداوت رکھیں اور منافقین وکفار سے دوستی کریں۔

(آگے علامہ ابن تیمیہ نے کفار سے انکی دوستی، مدد ونصرت اوران کا ساتھ دینے کے واقعات نقل کئے پھر فرمایا کہ اکثر روافض مسلمانوں سے زیادہ کفار کے ساتھ دل کی انتہا گہرائیوں سے محبت رکھتے ہیں، پس جس وقت تاتاری مشرق کی طرف سے آ کر مسلمانوں پر مسلط ہوئے اوران کا قتل عام کیا خراسان، عراق، شام اور جزیزہ میں مسلمانوں کے خون کے دریا بہائے تو اس وقت یہ روافض مسلمانوں کے مقابلے میں انکے حامی ومددگار تھے اسی طرح شام وحلب ودیگر علاقوں میں جو شیعہ آباد تھے انہوں نے مسلمانوں کے مقابلے میں دشمنانِ اسلام کی بھرپور مدد کی ایسے ہی جب عیسائیوں نے شام میں مسلمانوں سے جنگ کی تو یہ رافضی انکی کمک پر تھے اگر عراق یا کسی دوسرے علاقے میں یہودیوں کی حکومت قائم ہو جائے تو روافض ان کے سب سے بڑے مددگار ہوں گے، شیعہ ہمیشہ کفار، مشرکین، یہود ونصاری کی مدد کیلئے اور مسلمانوں کے مقابلے میں ان کا

ساتھ دینے کیلئے تیار رہتے ہیں۔(منہاج السنۃ ج ۲ ص ۸۳۔۸۴)۔

ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں

روافض ہمیشہ یہود و نصاریٰ، تاتاری، مشرکین وغیرہ دشمنانِ اسلام کا ساتھ دیتے ہیں اور اللہ کے ان بندوں سے بغض و عداوت رکھتے ہیں جو اعلیٰ درجہ کے دین دار اور متقیوں کے سردار تھے اور دین کی تبلیغ و نصرت اور اس کو قائم کرنے والے تھے، تاتاری کفار کے اسلامی ملکوں میں راہ پانے میں سب سے زیادہ دخل ان روافض ہی کا تھا۔ ابن علقمی اور طوسی وغیرہ کی دشمن نوازی اور مسلمانوں کے خلاف انکی سازشیں اب ہر خاص و عام کو معلوم ہو چکی ہیں، شام میں جو روافض تھے انہوں نے بھی کھلم کھلا کافروں کا ساتھ دیا تھا اور اس وقت انہوں نے عیسائیوں کی پوری مدد کی تھی یہاں تک کہ مسلمانوں کے بچوں اور ان کے مملوکات کو ان کے ہاتھوں غلام کی طرح فروخت کر دیا تھا بلکہ ان کے کچھ لوگوں نے تو صلیبی جھنڈا بھی بلند کیا تھا اور گذشتہ دور میں عیسائیوں کے بیت المقدس پر قبضہ میں ان کا بڑا حصہ ہے۔(منہاج السنۃ ج ۴ ص ۱۱۰)۔

''تقیہ باز خاتم الانبیاء کے مقابلے میں''

وہ لوگ جنہوں نے تقیہ کرتے ہوئے خود کو مؤمن کہنا شروع کر دیا تھا اور جن کو اللہ کی کتاب ''وما هم بمؤمنين'' وہ بالکل مؤمن نہیں، کا خطاب دیتی ہے وہ حزب الشیطان خود کو حزب اللہ کہہ کر ہادی عالم ﷺ کی دشمنی پر گامزن ہو گیا، بدر کی شکست کے بعد اس حزب الشیطان نے باقاعدہ طور پر تقیہ کرتے ہوئے اسلام قبول کیا (ان دھوکہ بازوں نے تقیہ کے طور پر مسلمان ہونے کا دعویٰ کیا اس پر مفسرین کے ارشادات آپ ''آیات الرحمان فی کشف الکتمان'' میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں)

اور ہادی عالم ﷺ سے اپنی سخت درجہ کی عداوت و دشمنی پر دعویٰ ایمان کا مقدس پردہ ڈال دیا پھر اس لبادہ میں چھپ کر نبی رحمت ﷺ کو جو سخت اذیتیں اور بدترین تکلیفیں انہوں نے پہنچائیں اور اسلام پر تابڑتوڑ حملے اور سازشیں، صحابہ کرام پر تبرا، کفار سے خفیہ مراسم وغیرہ جیسی عداوتیں ان سے ظاہر ہوئیں اس پر تو مدینہ منورہ میں اتری تقریباً ہر سورۃ گواہ ہے کم سے کم ۲۰۰ آیات ان کی انہی عداوتوں، سازشوں، تبرابازیوں کے بارے میں اتریں ہیں جن کو ''آیات الرحمان فی کشف الکتمان'' کے نام سے ایک جگہ جمع کیا جا رہا ہے، جو جو دکھ انہوں نے مجسمہ رحمت ﷺ کو پہنچائے اور سازشوں کا نا ختم ہونے والا باب کھولا اس کا احاطہ تو ناممکن ہے، البتہ نمونہ کے طور پر چند چیزوں کو عرض کیا جاتا ہے

''(۱)۔ نبی کریم ﷺ پر تبرا''

سورۃ بقرہ رمیں اللہ جل شانہ بتاتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ پر تبرا کرنے کی غرض سے آپ ﷺ کیلئے ''راعنا'' کا لفظ استعمال کرنا شروع کر دیا پھر اس لفظ کو اتنا عام کیا اور اتنی کثرت سے اس کی نشر و اشاعت کی کہ بعض دفعہ صحابہ کرامؓ کی زبان پر بھی یہ لفظ آ گیا اس پر تبراباز بڑے خوش ہوئے اور اپنے خصوصی اجلاسوں میں بڑے قہقہے مارے کہ دیکھو اب تو خود اس نبی کو ماننے والے بھی وہی گالی دینے لگے اور اسی طرح تبرا کرنے لگے ہیں جس طرح ہم کرتے تھے، دیکھا! ہمارا تیر کیسا نشانے پر لگا پس جب وہ اپنے پروپیگنڈا مہم کی کامیابی پر بہت ہی خوش ہوئے تب اللہ جل شانہ نے قرآن پاک نازل فرما کر ان تبرابازوں کی حقیقت بھی کھول دی اور صحابہ کرامؓ کو اس لفظ کے بولنے سے بھی منع فرما دیا۔ معلوم ہوا تبرا کا سلسلہ بڑا قدیم ہے، جس کی ابتدا خود رحمت

عالم ﷺ کیلئے ''راعنا'' کا لفظ بول کر انہوں نے کی تھی۔

''(۲)۔ہادی عالم ﷺ کی عزت و ناموس پر حملہ''

سورۃ نور کے دوسرے رکوع سے غزوہ بنی مصطلق سے واپسی کے دوران پیش آنے والے واقعہ کا بیان شروع ہوا ہے جو آیت نمبر ۱۱ سے شروع ہو کر آیت نمبر ۲۶ تک پورے دو رکوع پر مشتمل ہے اس کا معروف نام واقعہ افک ہے، جیسا کہ قرآن پاک نے ان دو رکوعات میں وضاحت فرمائی خود کو مؤمن کہنے والے ملت کے غداروں نے حضرت عائشہ پر بہتان لگا کر ایسا طوفان برپا کیا جس کی کوئی حد نہیں چونکہ مسلمانوں کی صفوں میں گھسے ہوئے دشمنانِ ملت نے براہِ راست حضرت رسالت مآب ﷺ کی عزت و ناموس پر حملہ کیا تھا جس پر آپ ﷺ کی پریشانی انتہاء کو پہنچ گئی آپ کی یہ پریشانی ۲ ماہ کے قریب تک جاری رہی یہاں تک کہ صحابہ کرام سے مشورہ کیا جس میں بعض صحابہ نے عرض کیا محبوب جو خدا آپ کے جسد اطہر پر گندگی پر بیٹھنے والی مکھی کو نہیں بیٹھنے دیتا وہ اپنے حبیب کے پاکیزہ بستر پر کسی ایسی خاتون کو کیسے آنے دے گا جو پاک نہیں؟ پس آپ کی پریشانی کم تو ہوگئی مگر چونکہ یہ بہتان دراصل انتخاب الٰہی پر براہ راست اعتراض تھا اس لئے اس واقعہ کو قرآن پاک کا حصہ بنا دیا گیا تا کہ امت اسلام ایسے گروہ کا تقیہ سے بے نقاب چہرہ دیکھ لے جو مؤمن ہونے کے دعویدار ہیں وہ گروہ پوری دیدہ دلیری کے ساتھ اللہ کے انتخاب پر اعتراض کرتے ہیں اور نبی کی عزت و آبرو پر حملہ آور ہوتے ہیں پس اللہ تعالیٰ نے صدیقہ کائنات حضرت عائشہؓ کی پاک دامنی بیان فرمانے کیلئے سورۃ نور کے یہ دو رکوع نازل کئے، تا کہ دشمنان ازواج مطہرات کی حقیقت کھل جائے کہ خود کو مؤمن کہہ کر ازواج پیغمبر پر تبرا کرنے والے یہ لوگ

حقیقت میں کون ہیں۔

”(۳)۔آل رسول پر حملہ“

ختمی مرتبت ﷺ کی ذات اور ازواج پر تبرا کرنے والوں نے آپ ﷺ کی اولاد کے بارے میں بھی آپ ﷺ پر بجلیاں گرانے میں کوئی کمی نہیں کی، چنانچہ امر واقعہ تو یہ ہے کہ نبی کے گھر چار بیٹیاں تھیں، خود قرآن نے بنات کا جمع والا لفظ استعمال فرما کر اس حقیقت کو بتایا نہ نبی کی بیٹیاں ایک سے زائد ہیں: اہل علم نے نبی کی چار صاحبزادیاں بیان کیں خود دشمنان اولاد پیغمبر کا قدیم اور بنیادی سطح کا تحریری مواد بھی اس حقیقت کا اعتراف کرنے پر مجبور ہے اس میں تو کسی کو انکار کرنے کی بہر حال مجال نہیں کہ ہادی عالم ﷺ نے اپنے گھر سے چار صاحبزادیوں کو شادی کر کے اپنے گھروں کو رخصت فرمایا مگر ایک گروہ آپ ﷺ کے سامنے اکڑ کر کھڑا ہو گیا ہے جو پورا زور لگا کر کہہ رہا ہے کہ اے محمد یہ زینب جس کو آپ نے شادی کر کے اپنے گھر سے رخصت کیا یہ آپ کی بیٹی نہیں بلکہ کسی اور کی ہے اور یہ ام کلثوم بھی اور یہ رقیہ بھی۔ یہ تینوں بچیاں آپ کی نہیں ہیں بلکہ کسی اور کی ہیں جن کا نکاح آپ نے حضرت عثمان غنیؓ اور ابن العاص سے کیا ہے، جس کے پہلو میں زندہ دل موجود ہے وہ آسانی کے ساتھ اس انکار نسب کا درد محسوس کر سکتا ہے کہ جب باپ کو یہ کہا جائے کہ یہ آپ کی بچی نہیں بلکہ یہ تو کسی اور کی بچی ہے تو اس وقت باپ پر کیا گزرے گی؟ ہر عزت دار آدمی جس کی بچیاں ہوں وہ اس درد کو محسوس کر سکتا ہے، یہ تو ایک عام باپ کی بات ہے مگر جب باپ انبیاء کا سردار ہو اور ان کو یہ کہا جائے کہ یہ تینوں بچیاں آپ کی بچیاں نہیں تو خود ہی اندازہ کرو کہ زبان سے نکلا ہوا یہ زہریلا تیر جب نبی رحمت کے قلب اطہر پر جا کر لگے گا تو اس کا زخم کتنا

کاری اور درد کتنا بے درد ہوگا؟ پس وہ گروہ جو مسلمانوں کی صفوں میں گھس آیا تاکہ وہ انبیاء کے سردار کو دکھائے اور رات دن انکی تکلیفوں میں اضافہ کرنے کی کوئی نہ کوئی نئی کہانی ایجاد کرے انہوں نے معصوم پیغمبر کو دکھانے کیلئے آپ ﷺ کی بچیوں کو بھی نشانہ بنایا۔اور نبی کی چار بیٹیوں میں سے تین کا صاف انکار کردیا۔

”(۴)۔آپ ﷺ کے جانثار ساتھیوں پر حملہ“

خود کو مؤمن کہہ کر مسلمانوں کی صفوں میں داخل ہونے والے نبی رحمت ﷺ کے دشمنوں نے آپ ﷺ کو اذیت دینے کی امید سے آپ ﷺ کی ہر نسبت کو نشانہ بنایا چنانچہ آپ ﷺ پر جان فدا کرنے والے وہ صحابہ کرام جو تاریخ پر اپنی جان نثاری کے انمنٹ نقوس رقم کر گئے یہ گروہ نبی کے ان جانثاروں پر بھی خوب برسا چنانچہ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے کہ ایمان کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے دھوکہ باز لوگوں کو اللہ جل شانہ کے کھلے لفظوں میں یہ دعوت دی کہ تقیہ کر کے خود کو مؤمن کہنے سے تمہیں کیا حاصل ہوگا، اگر تم اس دولت ایمان کا حصہ پانا چاہتے ہو تو صحابہ کرام کی طرح سے ایمان قبول کرلو،مگر صحابہ کرام کا نام سنتے ہی وہ ”امنا باللہ و بالیوم الآخر“ کہنے والوں سے رہا نہ گیا اور عادت سے مجبوران تقیہ بازوں نے صحابہ کرام پر تبرا کرنا شروع کردیا

قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ (البقرہ ۱۳)

کہنے لگے کیا ہم ان بے وقوفوں کی طرح ایمان لے آئیں۔

تبرا بازوں کے اس تبرا کو نقل کر کے اللہ تعالیٰ نے ایک تو ان کے جھوٹے دعوے کی حقیقت واضح فرمائی اور اعلان فرمایا ”وماھم بمؤمنین (البقرہ)، یہ بالکل مؤمن نہیں ہیں، یعنی یہ صحابہ کرام پر تبرا

کرنے والے بد بخت لوگ تو خود کو مؤمن کہتے اور اس پر بڑا ہی سخت اصرار کرتے ہیں مگر اللہ فرماتا ہے کہ وہ بالکل ہی مؤمن نہیں، دوسرا اللہ جل شانہ نے صحابہ کرام پر تبرا کرنے والوں کا جواب دیا ہے جس سے امت کو یہ تعلیم دی گئی کہ صحابہ کرام خیر القرون کا وہ محبوب طبقہ ہے ان کے بارے میں جو کوئی جس طرح کا فتویٰ جاری کرے گا اللہ جل شانہ کم از کم چار تاکید کے ساتھ وہی فتویٰ اس پر لٹائے گا، یعنی جو صحابہ کو مؤمن کہے وہ مؤمن، جو ان کو متقی کہے وہ متقی، جو العیاذ باللہ ان کو سفہاء کہتے وہ سفہاء، جو کافر کہے وہ کافر۔

''صحابہ کرام سے استھزاء کرنیوالے''

نبی پاک ﷺ کو اذیت دینے کی غرض سے جو گروہ مسلمانوں کی صفوں میں گھس آیا تھا اور جس گروہ نے خود کو مؤمن کے بہترین اور عمدہ لبادہ میں چھپا کر تخریب دین کیلئے سر توڑ کوششیں کیں وہ نبی کریم ﷺ سے وفا کرنے کی وجہ سے صحابہ کرام کے خلاف سب سے زیادہ سرگرم رہے جس کی بڑی وجہ صحابہ کرام کا دین حق کو چار دانگ عالم میں پھیلا دینا اور اللہ کی زمین پر اللہ کے احکامات کو نافذ کر دینا ہے چنانچہ صحابہ کرام تو اپنے عہد کو نبھاتے ہوئے اسلام کا جھنڈا لیکر آگے کی طرف بڑھتے رہے مگر صحابہ کرام کی صفوں میں گھسنے والے وہ لوگ جو اگرچہ ایمان کا دعویٰ کرتے تھے مگر حقیقت میں مؤمن نہ تھے وہ جب با اثر صحابہ کرام سے ملتے تو شاندار طریقے سے خود کو مؤمن قرار دیتے مگر جب خلوت میں یہ سارے شیطان اکھٹے ہو جاتے تو اب اپنے اصلی عقیدے کا اظہار بھی کرتے اور مسلمانوں کے ساتھ دعویٰ ایمان کرنے کی وجہ بھی بیان کرتے کہ ہم تو اس دعویٰ ایمان کے ذریعے محمد ﷺ کی جماعت سے استھزاء کرتے ہیں، قرآن پاک کی اس آیت میں جو حقیقت

بیان فرمائی گئی ہے اس سے یہ بات بڑی اچھی طرح سے واضح ہو جاتی ہے کہ صحابہ کرام سے دشمنی رکھنے والے لوگ جو خود کو مؤمن کہتے ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ واقعی وہ لوگ مؤمن ہیں بلکہ انکا یہ دعویٰ حقیقت میں مسلمانوں کا استھزاء کرنے کیلئے تھا ایمان کے یہ جھوٹے دعوے دار ''امنا'' کا دعویٰ کر کے صحابہ کرام کا جیسے استھزاء کرتے تھے ویسے ہی وہ سلسلہ جوں کا توں اب تک جاری و ساری ہے۔

''یہ آستین کے سانپ''

مسلمانوں کے داخلی میدان میں حزب الشیطان کی یہ تحریک جب سے بنی اس وقت سے تا وصال مبارک آپ ﷺ کو ان سے سخت اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا دشمن کیلئے ان کی جاسوسیاں آپ ﷺ کیلئے سخت تکلیف دہ ثابت ہوئیں یہ مسلمانوں کے اہم راز حربی کافر اور اپنے شیطان سرداروں کو بتا کہ ملت اسلامیہ پر سخت وار کرنے کے مرتکب ہوئے اور اللہ جل شانہ نے قرآن پاک اتار کر المائدہ، توبہ وغیرہ سورتوں میں ان کی جاسوسی کرنے والی غداری سے نبی کریم ﷺ اور امت اسلام کو آگاہ فرمایا اور بتایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کو اور مؤمنین کو دھوکہ دینے کی کوشش میں مصروف ہیں، الغرض نبی رحمت ﷺ کو اذیت دینے اور پریشان کرنے کی انہوں نے کوشش جاری رکھی۔

''خلافت راشدہ کا دور اور مار آستین''

رحمت عالم ﷺ کا رفیق اعلیٰ کی طرف انتقال صحابہ کرام پر تو قیامت صغریٰ کا حادثہ بن کر گرا کہ اس جدائی پر مدینہ منورہ میں ایک کہرام برپا ہو گیا ''**سبت علی الایام لیا لیھا**'' (یعنی نبی کریم ﷺ کی جدائی پر جو صحابہ کرام ؓ کو غم ہوا وہ اگر دنوں پر آ پڑتا تو اس غم کو وہ بھی برداشت نہ کر پاتے اور روشن

دن رات کی طرح کالے سیاہ ہوجاتے) کی کیفیت چھائی ہوئی تھی مگر دوسری جانت مسلمانوں میں گھس کر نبی رحمت کو دکھانے اور ستانے والوں کے گھروں میں گھی کے چراغ جلے، اب انہوں نے تقیہ کی چادر اتار ڈالی اور کھل کر اپنے اصلی دین کا اعلان کرنے لگے اب تک وہ ہادی عالم ﷺ اور ان کے دین سے چھپ چھپا کر دشمنی کا اظہار کرتے تھے مگر اب تو جیسے ان کے تقیہ کا دور گزر گیا ہو لہذا کھل کر دین سے دشمنی کا اظہار کرنے لگے، اہل تاریخ نقل کرتے ہیں کہ

محمد بن اسحاقؒ بیان کرتے ہیں کہ مکہ اور مدینہ کی دو مسجدوں کے اہل کے سوا تمام عرب رسول ﷺ کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے اور اہل اسد اور اہل غطفان بھی مرتد ہو گئے اور طلیحہ بن خویلد اسدی کاھن انکا سردار تھا اور قبیلہ کندہ اور اس کے اطراف کے قبائل بھی مرتد ہو گئے اور ان کا اشعث بن قیس کندی سردار تھا اور مذحج اور اس کے اطراف کے قبائل بھی مرتد ہو گئے، اسود بن کعب العنسی کاھن انکا سردار تھا اور ربیعہ بھی المعرور بن نعمان بن المنذر کے ہمراہ مرتد ہو گئے، ادھر حنیفہ، مسیلمہ بن حبیب کذاب کے ہمراہ اپنی حالت میں تھے اور سلیم الفجاءۃ کے ساتھ مرتد ہو گئے اسکا نام انس بن عبد یالیل تھا جو بنو تمیم، سجاح کاھنہ کے ساتھ مرتد ہو گئے (تاریخ ابن کثیر / حصہ ۶ / ص ۵۸۹)۔

تقیہ ترک کرتے ہوئے اپنی اصل دین کو کھل کر بتانے والے ان مرتدین کے علاوہ اس پارٹی کے کچھ اور لوگ بھی تھے جنہوں نے بڑی احتیاط سے کام لیا انہوں نے فوری طور پر تقیہ کو ترک نہیں کیا بلکہ وہ اس انتظار میں رہے کہ دیکھیں اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے

اہل تاریخ نقل کرتے ہیں کہ

قاسم بن محمد روایت کرتے ہیں کہ اسد، غطفان اور طی نے طلیحہ اسدی کے ساتھ اتفاق کر لیا، اور

انہوں نے مدینہ کی طرف وفود بھیجے اور وہ لوگوں کے سرداروں کے پاس چلے گئے اور حضرت عباسؓ کے سوا دوسرے لوگوں نے انہیں اتارا اور انہیں حضرت ابوبکرؓ کے پاس لے گئے کہ وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں، پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ کو حق پر پختہ کر دیا اور آپؓ نے فرمایا کہ اگر انہوں نے بکری یا اونٹ پر زکوٰۃ بھی مجھ سے روکی تو میں ان سے جہاد کروں گا اور ان کو واپس بھیج دیا انہوں نے واپس جا کر اپنے قبیلوں کو اہل مدینہ کی قلت کے متعلق باخبر کیا اور مدینہ کے بارے میں انہیں لالچ دلائی۔۔۔ پھر تین دن ہی گزرے تھے کہ انہوں نے رات کو اہل مدینہ پر غارت گری کر دی اور اپنے نصف آدمیوں کو ذی حسیٰ مقام پر پیچھے چھوڑ آئے تا کہ وہ ان کے مددگار ہوں، محافظوں نے حضرت ابوبکرؓ کو غارت گری کی اطلاع بھیجی تو آپؓ نے ان کو حکم بھیجا کہ اپنی جگہ پر ڈٹے رہو اور حضرت ابوبکرؓ اہل مسجد کے ہمراہ اونٹوں پر ان کے مقابلہ میں گئے پس دشمن بھاگ گئے اور مسلمانوں نے اپنے اونٹوں پر ان کا تعاقب کیا حتیٰ کہ ذی حسیٰ مقام پر پہنچ گئے اور مرتدین ان کے مقابلہ میں نکلے اور فوج کے ساتھ لڑائی ہوئی اللہ نے انہیں (مسلمانوں کو) فتح دی (تاریخ ابن کثیر رحصہ ۶ رص ۵۸۹)۔

مرتدین کی جنس سے یہ دوسرا گروہ ہے جو منکرین زکوٰۃ کے عنوان سے جانا جاتا ہے یہ مدینہ منورہ پر پوری طرح قبضہ کر لینے سے پہلے تقیہ ترک کرنے اور اپنے اصلی دین کا اعلانیہ اظہار کرنے کو خلاف حکمت سمجھتے تھے چنانچہ انہوں نے پہلی فرصت میں بہانے سے مدینہ منورہ کا اندرونی طور پر جائزہ لیا اور صرف ۳ دن کے وقفہ سے مدینہ پر حملہ آور ہو گئے: اب صورت حال وہ ہو گئی جس کو اہل تاریخ نقل کرتے ہیں کہ

حالات بہت سنگین ہو گئے، مدینہ میں نفاق پھوٹ پڑا اور مدینہ کے اطراف میں جن قبائل نے

مرتد ہونا تھا وہ مرتد ہو گئے (تاریخ ابن کثیر حصہ ۶ ص ۵۸۱)۔

یہ تو اللہ جل شانہ کا بے حد و حساب احسان و فضل اور دین حق کی حفاظت کا خدائی نظام تھا کہ صدموں سے چور صحابہ کرامؓ اس نازک وقت میں میدان کے اندر اتر آئے اور پھر نہ جیش اسامہ رکا نہ ہی نبوت کے جھوٹے دعویداروں کی دال گلی۔

وہ منکرین زکوٰۃ جو خود کو مؤمن کہتے تھے مدینہ منورہ کو فتح کرنے کی منصوبہ بندی تو انہوں نے بڑے نازک موقعہ پر کی اور بھرپور تیاری کے ساتھ رات کے وقت حملہ آور بھی ہو گئے مگر ان کا یہ خواب ان کی تباہی کا ذریعہ بن گیا۔ پھر چشم فلک نے یہ منظر بھی دیکھا کہ حضرت ابوبکرؓ ذوالقصہ کے مقام پر صحابہ کرام کے گیارہ لشکر کرہ ارض کے مختلف مقامات کی جانب روانہ فرما رہے تھے اہل تاریخ کے اس بارے میں بیان کئے گئے ارشادات کا خلاصہ یوں عرض کیا جا سکتا ہے کہ صدیق اکبرؓ نے گیارہ جھنڈے تیار فرمائے اور گیارہ لشکر تیار کر کے ہر لشکر کو علم اسلام دیکر روانہ فرمایا ان گیارہ لشکروں میں کچھ لشکروں کے امیر یہ ہیں

ایک لشکر خالد بن ولید کو دیکر منکرین زکوٰۃ کی طرف روانہ فرمایا

دوسرا لشکر عکرمہؓ کو دیکر منکرین ختم نبوت کی طرف روانہ فرمایا

تیسرا لشکر شرحبیلؓ بن حسنہ کو دیکر مسیلمہ کذاب وغیرہ کی طرف بھیجا

چوتھا لشکر مہاجرؓ بن ابی امیہ کو دیکر عنسی کی افواج وغیرہ کی طرف روانہ فرمایا

پانچواں لشکر خالد بن سعیدؓ کو دیکر شام کی طرف روانہ فرمایا

چھٹا لشکر عمروؓ بن العاص کو دیکر قضاعہ کے علاقے ودیعہ الحارث کی جانب روانہ کیا

ساتواں لشکر حضرت حذیفہؓ بن محصن کو دیکر عرفجہ، اہل دبا وغیرہ کی طرف بھیجا

آٹھواں لشکر حضرت طرفہؓ بن حاجب کو دیکر ان کو بنی سلیم وغیرہ کی طرف روانہ فرمایا
نواں لشکر علاءؓ بن الحضرمی کو دیکر بحرین کی جانب روانہ فرمایا
وغیرہ۔ ملخص۔ (تاریخ ابن کثیر رحصہ ۶ رص ۵۹۱۔۵۹۲)

یوں اللہ جل شانہ نے سیدنا صدیق اکبرؓ کے ذریعے اسلام کے جھوٹے دعویدار گروہوں کی کمر توڑ دی خواہ وہ ''امنا باللہ و بالیوم الآخر'' کا جھوٹا دعویٰ کرتے وہ لوگ ہوں جنہوں نے رحلت پیغمبر ﷺ کے ساتھ ہی ترک تقیہ کرتے ہوئے اپنے اصلی دین کا کھلے عام اعلان کر دیا جن کو تاریخ میں مرتدین اسلام کہا جاتا ہے یا تقیہ ترک کرنے میں محتاط رہے اور ''نوء من ببعض و نکفر ببعض'' کے ازلی مزاج سے مجبور ہو کر نماز کو ماننے اور زکوٰۃ کو نہ ماننے کا مطالبہ کرنے لگے جن کو تاریخ میں منکرین زکوٰۃ کہا جاتا ہے، ایک ہی جنس کے ان دونوں گروہوں کو اللہ جل شانہ نے پوری طرح رسوا فرما دیا تو اسلام سیلاب کی مانند اللہ کی زمین پر پھیلتا چلا گیا۔

''فاروق اعظمؓ کی قیادت میں اسلام کا بڑھتا ہوا سیلاب''

بلاشبہ اسلام ایک سیلاب ہے جو اپنے چلنے کیلئے کسی سے راستہ مانگتا نہیں بلکہ وہ اپنا راستہ خود بنالیتا ہے مگر جب اسلام کے اجتماعی نظام اور اصول جہاد میں وہ تقاضے پورے نہ کئے جاسکیں جو تقاضے شریعت اسلام نے ہر عبادت کیلئے مقرر کر دیئے ہیں تو پھر ترقی کا سفر رک جاتا ہے، پس اللہ جل شانہ نے سب سے پہلے صدیق اکبرؓ سے تطہیر کا عمل مکمل کروایا اور دلوں میں کفر و عداوت کی نجاست رکھنے والے ایمان کے جھوٹے دعویداروں کو مسلمانوں کی صفوں سے نکال کر ان اسلامی صفوں کو پاک کر دیا اب اسلام کی اس پاکیزہ اجتماعیت سے جو علم اسلام بلند ہوا تو اللہ کے فضل و کرم

سے وہ بلند سے بلند ہوتا چلا گیا اور دنیا کی کوئی طاقت ان کے راستے میں رکاوٹ نہ ڈال سکی حتیٰ کہ ایرانیوں نے اس خیال سے اپنی سرحد پر واقع دریا قلزم کے پل توڑ دیئے اور مطمئن ہو کر بیٹھ گئے کہ لشکر اسلام کیلئے اب اس دریا کا عبور کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں مگر کچھ ہی دیر بعد جب ایرانیوں نے صحابہ کرام کے گھوڑوں کو دریا پر چلتے دیکھا، تو وہ حیران رہ گئے اور کہنے لگے کہ یہ کوئی انسان نہیں لگتے بلکہ یہ تو جن اور دیو لگتے ہیں چنانچہ وہ صحابہ کرامؓ کو اس حال میں دیکھتے ہی بھاگ گئے پس فاروق اعظمؓ کے دور خلافت میں اپنے وقت کی دونوں سپر پاور طاقتیں یعنی روم و فارس اسلام کے قدم چومنے پر مجبور ہو گئیں، حزب الشیطان کا ان فتوحات پر تڑپ کر رہ جانا کوئی بعید از قیاس بات نہیں مگر چونکہ فاروق اعظمؓ کی اسلامی مملکت پر گرفت بڑی مضبوط تھی لہٰذا ان کا کوئی وار بھی کارگر نہ ہو رہا تھا جب پوری طرح بے بس ہو گئے تو انہوں نے حضرت فاروق اعظمؓ کو رستے سے ہٹانے کی منصوبہ بندی شروع کر دی، آفتاب حسین جوادی اپنی کتاب السیف البارق میں کعب احبار کو دھوکہ باز یہودی ثابت کرتے ہوئے نقل کرتا ہے کہ

ابتداء میں حضرت عمرؓ بھی اس اعتبار سے کہ یہ صحیح العقیدہ اور سچا مؤمن ہے اس کی مرویات کو غور سے سنا کرتے تھے، اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر اس نے جھوٹی روایات کی خوب نشر و اشاعت کی، حضرت عمرؓ کو اگرچہ اس پر شک گزرا اور اس چالاک شخص کی حزم و دانش کی نگرانی کرنے لگے اور اپنی بصیرت سے اس کی اغراض خبیثہ پر نگاہ رکھنے لگے۔۔۔ چنانچہ اس نے خفیہ اور اعلانیہ اپنا منصوبہ جاری رکھا، حتیٰ کہ نوبت قتل حضرت عمرؓ تک جا پہنچی، تمام قرائن اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ قتل ایک خفیہ تنظیم کی سازش کا نتیجہ تھا، یہ مکار کعب احباران کے بڑے ارکان میں سے ایک تھا ان کا سربراہ خوزستانی کا بادشاہ حرمزان تھا جسے قید کر کے مدینہ لایا گیا تھا اس سازش پر عمل درآمد کی

ذمہ داری ابولولو عجمی کو سونپ گئی تھی۔(السیف البارق رص ۲۸۔۲۹)

کعب احبار عیسائی تھا ہرمزان یہودی اور ایران کا ابولولو فیروز مجوسی اس عیسائی، یہودی اور مجوسی یونین سے جو ایک نیا دین معرض وجود میں آیا اور جس کی بنیاد بغض صحابہ کے ایجنڈے پر رکھی گئی جس کی غذا تبرا اور مشن مسلمانوں میں گھس کران کی جاسوسی کرنا تھی انہوں نے اسلام کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کیلئے حضرت عمرؓ کو شہید کر دیا ابولولو فیروز مجوسی کا بنایا گیا عالی شان دربار آج بھی ایران میں موجود ہے، جہاں پر عیسائی، یہودی، مجوسی اتحاد سے تیار ہونے والے دین کے بنیادی نظریات ہر طرف درو دیوار پر اور اس دین کے محسن ابولولو کے دربار پر لکھے ہوئے موجود ہیں، جن کو وہ آل رسول کا حب دار اور بڑا ہی محبوب قرار دیتے ہیں اور اس دین کے ماننے والے باقاعدہ یا علی مدد اور پنجتن پاک کا نعرہ لگاتے ہوئے اپنے دین کے بانی اور عظیم محسن کے دربار پر حاضری دیتے ہیں جہاں وہ ہر طرح کی منتیں مانتے ہیں نذر و نیاز اور چڑھاوے پیش کرتے ہیں، شرینیاں اور مٹھائیاں بانٹی جاتی ہیں۔

اس صورتحال سے ہر وہ شخص بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے عقل و شعور کی زندگی سے نوازا ہو کہ مسلمانوں کی صفوں میں گھس آنے والا وہ گروہ اسلام کیلئے کس حد تک خطرناک اور زہر آلود ثابت ہوا ہے اور مسلمانوں کی صفوں میں ان کا گھسا رہنا امت اسلام کیلئے ضرر رسان ہے، اسلام کا پورا دور اسی حقیقت کی عکاسی کرتا ہے۔